Maulana Azad National Urdu University

M.A. (Translation Studies) III Semester Examination - December - 2018

Paper : MATS302CCT : Practical Aspects of Translation and its Criticism

پرچہ : ترجمہ اوراس کی تنقید کے عملی پہلو

Time : 3 hrs **Marks : 70**

578

ہدایات:

یہ پرچہ سوالات تین حصوں پر مشتمل ہے: حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم۔ ہر جواب کے لئے لفظوں کی تعداد اشارۃً ہے۔ تمام حصوں سے سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے۔

1. حصہ اول میں 10 لازمی سوالات ہیں جو کہ معروضی سوالات/ خالی جگہ پُر کرنا/مختصر جواب والے سوالات ہیں۔ ہر سوال کا جواب لازمی ہے۔ ہر سوال کے لیے 1 نمبر مختص ہے۔ **(10 x 1 = 10 Marks)**
2. حصہ دوم میں آٹھ سوالات ہیں۔اس میں سے طالب علم کو کوئی پانچ سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً دو سو (200) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 6 نمبرات مختص ہیں۔ **(5 x 6 = 30 Marks)**
3. حصہ سوم میں پانچ سوالات ہیں۔اس میں سے طالب علم کو کوئی تین سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ ہر سوال کا جواب تقریباً پانچ سو(500) لفظوں پر مشتمل ہے۔ ہر سوال کے لیے 10 نمبرات مختص ہیں۔ **(3 x 10 = 30 Marks)**

حصہ اول

سوال نمبر : 1

(i) علمی تراجم کا ایک اہم عملی مسئلہ اصطلاحات ہیں، اردو میں اس موضوع پر 'وضع اصطلاحات' نامی کتاب کس نے لکھی؟

(a) پروفیسر قمر رئیس (b) پروفیسر وحیدالدین سلیم (c) جمیل جالبی (d) شان الحق حقی

(ii) ہدفی زبان میں بعض اہم کتابوں کے ایک سے زائد ترجمے کیے جاتے ہیں، کسی تصنیف کے ایک سے زائد ترجموں کو کیا کہتے ہیں؟

(a) بازترجمہ (b) بازتخلیق (c) ہم ترجمہ (d) تخلیقی ترجمہ

(iii) ترجمے کرتے ہوئے مترجم اصل متن کے بالمقابل ہدفی زبان میں حسب ضرورت جو حذف و اضافہ کرتا ہے اسے کیا کہا جاتا ہے؟

(a) ایڈیٹنگ(editing) (b) مداخلت (Intervention) (c) تخلیق(Creation) (d) کوئی نہیں

(iv) شمیم حنفی نے مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب India Wins Freedom کا اردو ترجمہ کس نام سے کیا ہے؟

(a) ہندوستان کی آزادی (b) آزادی کی کامیابی (c) ہماری آزادی (d) آزاد ہندوستان

(v) ذیل کا کون سا طرز صحافتی ترجمہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے؟

(a) لفظی ترجمہ (b) آزاد ترجمہ (c) بامحاورہ ترجمہ (d) پابند ترجمہ

(vi) درج ذیل میں سے کونسی مہارت ترجمہ کرنے کے لیے لازمی نہیں ہے؟

(a) اصل زبان میں مہارت (b) لسانیات میں مہارت (c) ہدفی زبان میں مہارت (d) موضوع کا علم

(vii) قانونی متن کے ترجمے کے لیے آزاد ترجمہ کا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ صحیح/غلط

(viii) علمی مضامین کے ترجمے میں اسلوب سے زیادہ معلومات کی منتقلی کی اہمیت ہوتی ہے۔ صحیح/غلط

(ix) ترجمے کے موضوع پر مرزا حامد بیگ کی کتاب کا نام 'ترجمہ فن و روایت' ہے۔ صحیح/غلط

(x) حیدرآباد کے شاعر مضطر مجاز نے اقبال کی فارسی نظموں کا اردو میں ترجمہ کیا۔ صحیح/غلط

حصہ دوم

2. ترجمے کے عمل میں تفہیمِ متن سے کیا مراد ہے؟ تعریف اور ترجمے میں اس کی اہمیت واضح کیجیے۔

3. اقبال کی انگریزی سے ترجمہ یا اخذ کردہ نظموں پر ایک نوٹ لکھیے؟

4. ہم ترجمہ (Co-translation) کسے کہتے ہیں۔ مثالوں کے ذریعے اس کی وضاحت کیجیے۔

5. ترجمے کے عملی مسائل کی نشاندہی کیجیے۔

6. ترجمے کی ادارت (Editing) کیسے کی جاتی ہے؟ کیا ایڈیٹر کو ترجمے میں حذف و اضافے کا حق حاصل ہے؟

7. تہذیبی عناصر کے حوالے سے ترجمے کے عمل کے دوران پیش آنے والے مسائل کا جائزہ لیجیے۔

8. ترجمے کے حوالے سے محمد حسین آزاد کی کتاب 'نیرنگ خیال' کا جائزہ لیجیے۔

9. انگریزی سے کیے گئے درج ذیل ترجمے کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے:

You have so many things. They are yours. Your books, your shirt, your favourite corner, the things you work with and the things you play with. And most important of all, your home. These belong to you. but do you belong to anybody or to anything? You will say quickly that you belong to your parents, to yur family,your city or town or village. And of course you belong to your country, to India. Everyone tells you this and you accept it, without even having to think about it.

In the world of today, it is comfortable feeling to be at home in a particular place, to know that it is yours and that you belong to it. For us in India, this is easy and we tend to take it for granted. But millions of people in the world are still struggling for a place they can call home, a place where they can speak their own langauge, and be free to act as they please. Many of these millions have succeeded. Many are still fighting so that they too might win for themselves this precious feeling of belonging. For this they are willing to go through much suffering.

تمہارے پاس بہت سی چیزیں ہیں۔ تمہاری کتابیں، قمیص، تمہارا اپنا کمرہ یا گھر کا من پسند کونہ اور وہ چیزیں جن کے ساتھ تم کھیلتے اور کام کرتے ہو لیکن ان میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ تمہارا گھر۔ یہ سب کچھ تمہارا ہی ہے لیکن کیا تم بھی کسی کے ہو۔ تم فوراً بول اٹھو گے کہ کیوں نہیں صاحب! میں اپنے ماں باپ کا ہوں۔ اپنے خاندان اور کنبے کا ہوں۔ اپنے شہر، قصبے اور گاؤں کا ہوں اور بلا شبہ اپنے ملک ہندوستان کا ہوں۔ سب لوگ تمہیں یہی بتاتے ہیں اور تم اسے صحیح مان لیتے ہو یہاں تک کہ تم نے کبھی اس کے بارے میں سوچا تک نہیں۔

آج کی دنیا میں کسی اور جگہ کو اپنی یا اپنا گھر سمجھ کر یا یہ سوچ کر کہ ہم کسی کے ہیں بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ ہند میں رہنے والے ہم لوگوں کے لیے یہ محسوس کرنا کہ ہم ہندوستان کے ہیں اور ہندوستان ہمارا ہے' بڑا آسان ہے اور ہم اسے ایک قدرتی بات بھی سمجھتے ہیں لیکن دنیا میں کروڑوں انسان ایسے ہیں جو کسی ایک جگہ کو اپنا گھر پکارنے' اس علاقے میں اپنے زبان بولنے اور بلا روک ٹوک اپنا من پسند کام کرنے کے لیے ابھی تک جدو جہد کرر ہے ہیں۔ ان میں سے لاکھوں کامیاب ہو چکے ہیں۔ پھر بھی لاکھوں ایسے ہیں جو اس کوشش میں ہیں کہ وہ کسی ایک جگہ کو یا علاقے کو اپنا کہہ سکیں اور اس کے ہو رہیں۔ وہ اپنی اس تمنا کو پورا کرنے کے لیے سخت سے سخت مصیبت جھیلنے کو تیار ہیں۔

حصہ سوم

10. ترجمے کے عمل (Process of Translation) کے مختلف مراحل کو تفصیل سے بیان کیجیے۔

11. ترجمے کی تنقید سے کیا مراد ہے؟ اس کے طریقہ کار کی مفصل وضاحت کیجیے۔

12. مولانا ابولکلام آزاد کی کتاب India wins freedom کے اردو ترجمہ 'ہماری آزادی' کا جائزہ پیش کیجیے۔

13. 'ترجمہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک تخلیقی عمل ہے' اس بیان سے آپ کس حد تک متفق ہیں؟ مدلل بحث کیجیے۔

14. درج ذیل انگریزی اقتباس کے اردو ترجمے کا تنقیدی جائزہ پیش کیجیے۔

I Become Congress President

The war broke in Europe on 3 September 1939. Before the month was over. Poland lay prostrate under German arms. To add to the misery of the Poles, the Soviet Union had occupied the eastern half of their territories. Once Polish military resistance was crushed an uneasy lull descended on Europe. France and Germany faced one another acress their fortified frontiers, but large scale hostilities were suspended. Everybody seemed to be waiting for something to happen, but their formless fears were vague and undefined.

In India also there was a sense of expectancy and fear against this uncertain and threatening background, the question of the Congress Presidentship assumed a new importance. I had been pressed to accept the office in the previous year, but had for various reasons declined. I felt that the persent occasion was different and I would be failing in my duty if I again refused. I have already indicated my differences with Gandhiji on the question of India's praticipation in the war. I felt that now that ware had started. India must have no hestitation in aligning herself with the democrats powers. The question however, as how could India fight for others freedom when she was in bondage herself? If the British Government made an immediate declaration of India's independence, it would become the duty of all Indians to sacrifice everything for the cause of democracy. I therefore felt that in the crisis of the war, it was my duty to serve in any capacity to which I was called. When Ghandhiji again requested to become Congress President. I readily agreed.

میں کانگریس کا صدر بنایا گیا

3 ستمبر 1939ء کو یورپ میں جنگ چھڑ گئی۔ اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے ہی پولینڈ جرمنی کے بازوں میں ساکت پڑا ہوا تھا۔ پولینڈ کے باشندوں کی بے بسی میں اضافے کے لیے سوویت یونین نے ان کی زمین کے مشرقی نصف حصے پر قبضہ کرلیا تھا۔ جب ایک بار پولینڈ والوں کی فوجی مدافعت کو کچل دیا گیا تو یورپ میں ایک اضطراب آسا خاموشی پھیل گئی۔ فرانس اور جرمنی' اپنی مستحکم سرحدوں سے ایک دوسرے کا سامنا کررہے تھے۔ لیکن بڑے پیمانے پر مخاصمتوں کو روک دیا گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ ہر شخص اس انتظار میں ہے کہ کچھ ہوجائے مگر ان کے غیر متشکل اندیشے مبہم اور غیر متعین تھے۔

ہندوستان میں بھی انتظار اور اندیشے کی ایک کیفیت موجود تھی۔ اس غیر یقینی اور اندیشہ ناک پس منظر میں کانگریس کی صدارت کے سوال نے ایک نئی اہمیت اختیار کرلی۔ پچھلے سال مجھے مجبور کیا جارہا تھا کہ یہ منصب قبول کرلوں لیکن مختلف وجوہ کی بنیا پر میں نے انکار کردیا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ اب صورت حال کچھ اور ہے۔ اور اگر میں نے پھر انکار کیا تو اپنے فرض سے کوتاہی کا مرتکب ہوں گا۔ جنگ میں ہندوستان کی شمولیت کے سوال پر گاندھی جی سے اپنے اختلاف کی طرف میں پہلے ہی اشارہ کرچکا ہوں۔ میں نے سوچا کہ اب جب کہ جنگ چھڑ چکی ہے۔ ہندوستان کو جمہوری طاقتوں کے ساتھ خود کو منسلک کرلینے میں کوئی جھجک نہیں ہونی چاہیے۔ مگر یہ سوال بہرحال سامنے تھا کہ ہندوستان خود غلام رہتے ہوئے بھلا کس طرح دوسرے کی آزادی کے لیے لڑ سکتا ہے؟ اگر برطانوی حکومت ہندوستان کی آزادی کا اعلان فوراً کردیتی ہے تو تمام ہندوستانیوں کا یہ فرض ہوجائے گا کہ جمہوریت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کردیں۔ اسی لیے' میں سمجھتا تھا کہ جنگ کے بحران میں' یہ میرا فرض ہے کہ جس حیثیت میں بھی مجھ سے کہا جائے' میں خدمت انجام دوں' چنانچہ گاندھی جی نے جب دوبارہ مجھ سے کانگریس کا صدر بننے کی درخواست کی۔ تو میں بلا تامل رضامند ہوگیا۔

☆☆☆